ماں کا مقام

تحریر: محمود مرزا جہلمی چیف ایڈیٹر ہفت روزہ ''صدائے مسلم''، جہلم

وہ جنت نعیم جس کی نعمتوں اور آسائشوں کا دلکش تذکرہ اتنا دل کر رہا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ اس جہانِ رنگ و بو کی ساری دلچسپیوں سے ایک لمحہ کی تاخیر کے بغیر ہاتھ اٹھا کر وہاں جا بسیں اور وہ فردوس بریں، جو شہدائے اسلام کا آخری مقام ہے اور وہ جنت عدن جس کی رنگینیوں اور رعنائیوں کے بیان سے مومنین کو اعمال صالحہ کے ذریعے اللہ جل شانہ کی رضا جوئی کی تحریص کی جاتی ہے۔ ذرا توجہ فرمائیں اور دیکھیں حضور اقدس ﷺ نے اسے کہاں رکھ دیا ہے! ہمارے محترم قارئین بلا تامل جواب دیں گے:۔ ''ماں کے قدموں تلے''

اس سے اندازہ فرمالیں کہ جنت اور ماں میں کونسی شے بڑی ہے۔ جنت کیا ہے؟ رضائے الٰہی کا آخری انعام! مگر اس کی راہیں ماں کے قدموں تلے ہو کر گزرتی ہیں۔ اسی لئے تو فیصلہ کیا گیا کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اور اتنا بڑا فیصلہ کر چکنے کے بعد ساتھ ہی اعلان کر دیا اور ہمیشہ کیلئے قرآن بنا دیا گیا اور جتا دیا گیا کہ کہیں محض عبادت پر ہی مطمئن ہو کر نہ بیٹھ رہنا بلکہ یاد رکھنا والدین کے ساتھ بھلائی اور ادب سے پیش آنا۔ سبحان اللہ! قرآن کا بیان کیا شاندار اور واضح ہے۔ پیرانہ سالی میں والدین کی خصوصی نگہداشت رکھنے کا حکم بھی بالوضاحت دے دیا کہ باپ یا ماں یا دونوں، اگر کبرسنی میں اولاد کے پاس موجود ہوں تو انھیں قدر کے ساتھ رکھنا۔ انھیں ''اف'' تک نہ کہنا بلکہ ان کے پاس بیٹھنا، ان کو اپنے معاملات میں شامل رکھنا، انھیں الگ تھلگ نہ کر دینا۔ ان کی خدمت میں حاضر رہ کر ان سے میٹھی میٹھی باتیں کرنا، ان سے مشاورت کرنا، ان کی رائے لینا تاکہ انھیں یہ احساس رہے کہ وہ اولاد کے گھروں میں پوری اہمیت رکھتے ہیں اور انھیں یہ احساس نہ ہو کہ وہ فالتو یا عضو معطل ہیں۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ یہ بھی کہا گیا کہ جب پیرانہ سالی و ضعیفی کے دکھ انھیں ستائیں اور وہ ہائے وائے کریں تو تم ان کی چارہ گری میں کوتاہی نہ کرنا۔ ان کی تیمارداری اور دل جوئی کرنا۔ ان کے امراض کی معالجت بڑی دل سوزی و ہمدردی سے کرنا کرانا اور ساتھ محبت سے یہ دعا بھی کرنا ﴿ رب ارحمهما كما ربياني صغيراً﴾ ''اے میرے رب میرے ماں باپ پر، اب تو اس طرح رحم فرما، ان پر آسائشیں نچھاور کر جس طرح میرے بچپن میں انھوں نے مجھ پر اپنی محبتیں نچھاور کی تھیں''۔

اولادیں اس دعا پر غور کریں۔ یہ کلمات توجہ کے طالب ہیں۔ ﴿ كما ربيني صغيراً ﴾ '' ربيني'' کا ماخذ رب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سکھاتے ہیں۔ اولادوں کو سمجھاتے ہیں کہ تم ماؤں کے ارحام میں تھے۔ انھوں نے وہن پر وہن

اٹھائے۔معلوم ہوتا ہے کہ حمل و وضع حمل کے مراحل بڑے سنگین ہوتے ہیں۔یہ دکھ جھیلنا ماؤں ہی کا حصہ ہیں۔پھر دو سال تمہیں اپنے جگر کے خون سے دودھ بنا کر پلایا۔تمہیں اپنی چاہتوں کا مرکز بنایا۔تمہاری آسائش کیلئے اپنی ہر آسائش قربان کردی۔تم روئے تو وہ تڑپ اٹھی۔تمہارے بول و براز ہاتھوں سے دھوئے۔تم پیدا ہوئے تو اتنے محتاج تھے کہ اپنی کسی ضرورت یا تکلیف کا بیان تک نہ کر سکتے تھے۔مگر اس کی مامتا نے تمہارے رونے کے انداز سے تمہاری ضرورت اور تکلیف کو سمجھ لیا اور تمہارے سارے مطالبے اور تقاضے پورے کئے۔اولادیں توجہ فرمائیں۔ہم کسی کو سوائے اللہ کے رب کہیں تو شرک ہے۔مگر وہی رب اپنی ربوبیت کے ہوتے ہوئے ہم سے یہ کہلواتا ہے۔"کما ربینی" ربوبیت کیا ہے؟ پالنا! قارئین ذرا رک جائیں۔ہمیں کون پالتا ہے؟ اللہ! مگر یہاں وہی اللہ، اولادوں سے کہلواتا ہے۔ "کما ربینی"۔

خلاقی و رزاقی خاصہ باری تعالیٰ ہے۔وہ اسباب کا محتاج نہیں ہے۔وہ چاہے تو آدمؑ کو "کن" کہہ کر عالم وجود میں لے آئے عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا کر دے مگر اب وہ کہلواتا ہے کہ اے ماں باپ کی اولادو! یاد رکھنا! تمہاری تخلیق اور ربوبیت میں، میں نے، تمہارے والدین کو ذریعہ کے طور پر برتا ہے اور میری خلاقی و ربوبیت پر میری شکر گزاری کے ساتھ ساتھ اس ذریعہ کی شکر گزاری بھی واجب ہے:۔اور یہ حکم الگ سے بھی دے دیا۔ "میرا شکر ادا کرو اور اپنے ماں باپ کا"۔ شکر کی ضد کفران نعمت ہے والدین کا شکر، ان کی مامتا کا اعتراف، ان کے مقام ارفع کا احترام اور تازندگی ان کی فرمانبرداری پر ثبات سے ہے اور اگر ان تقاضوں میں کوتاہی یا کوئی خامی رہ گئی تو کفران نعمت ہوگا۔اور کفران غفران کو پسند نہیں ہوتا۔

ہم نے اب تک تابمقدور حقوق والدین کے سلسلے میں اللہ اور رسولؐ کے احکام و فرمودات لکھے ہیں اور یہ کل احکامات و ہدایات کا عشر عشیر بھی نہیں ہیں۔اہل ایمان سے التجا ہے کہ وہ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہؐ میں اس مضمون کا خود بھی مطالعہ کریں۔

اب ہم ایسے ذرائع سے اس مضمون کی اہمیت بیان کریں گے جو ہمارے آپ کے روزمرہ مشاہدہ میں آتے ہیں والدین ہماری اصل ہیں اور ہم ان کی فرع ہیں۔شجر سایہ دار اور نخل ثمردار کی رونق اصل یعنی جڑ سے ہے۔مالی جڑ کو پانی دیتا ہے تو اس کا باغ سر سبز رہتا ہے۔ہمیں بھی اپنے والدین کی حیات کی آبیاری کرنا واجب ہے جو دراصل ہماری اپنی ہی شادابی کا باعث ہوتی ہے۔اس جڑ کی حفاظت، خدمت، اسے اچھی خوراک مہیا کرنا ضروری ہے۔کوئی یہ نہ کہے مثال صادق نہیں آتی۔مثال درست ہے۔بے شک اولاد جسمانی طور پر والدین کے ساتھ درخت کی اصل و فروع کی طرح مربوط نہیں ہوتی کہ ایک کی حیات دوسرے پر منحصر و موقوف ہو۔یہ روحانی رشتے ہیں جس گھر میں والدین نظرانداز کئے جائیں گے وہاں سے برکتیں رخصت ہو جائیں گی۔وہاں سے اللہ کی رحمتیں روٹھ جائیں گی۔

ہماری حیات کا سرچشمہ ہمارے والدین ہیں۔ ہمارا دریائے زندگی ان سے پھوٹتا ہے اور اس کی مداجی و بلا خیزی اسی سرچشمہ کی مرہون منت ہے۔ ہماری زندگی کی رَوان سے نکلتی ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ ہم اس منبع و مصدر حیات کی نگہداشت کریں تا کہ ہماری قوت حیات برقرار رہے۔ بادنسیم اور گل و سبزہ دو الگ الگ وجود ہیں مگر گل و ریحان پر بادبہاری کے اثرات سے کوئی بے وقوف ہی انکار کرسکتا ہے۔ سو والدین ہمارے چمنستان حیات کیلئے ابر کرم یا باد بہاری اور بادنسیم ہیں۔ اولاد ان کے چہروں پر محبت سے دیکھے تو حج کا ثواب پائے۔ سبحان اللہ!

والدین کو ہم سے کتنی محبت ہوتی ہے اس کا اندازہ کرنا ہو تو انسان یہ دیکھ لے کہ خود اسے اپنی اولاد سے کس قدر محبت ہے۔ مہر و محبت کے جو جذبات آج ہمارے دلوں میں اپنی اولاد کے واسطے موجزن ہیں، یہی جذبات ہمارے حق میں ہمارے والدین کے دلوں میں ہنگامہ پرور ہیں۔ جس طرح آج ہم اور آپ، یہ چاہتے ہیں کہ ہماری اولادیں جوان ہو کر ہمارا عصائے پیری بنیں اور اگر ایسا نہ ہو اور اولاد نافرمانی کرے یا آپ کے حق میں بے التفاتی برتے تو آپ کے دل پر کیا گزرے گی۔ بعینہ ہماری آپ کی ممکنہ بے توجہی اور بے حکمی سے، والدین کا دل دکھی ہو گا۔ عام حالات میں یہی دیکھا گیا ہے کہ ماں کی محبت اتنی لازوال ہوتی ہے کہ وہ اولاد نافرماں کے حق میں بھی دعائیں ہی کرتی ہے۔ کہتے ہیں کسی بدبخت بیٹے نے اپنی بیوی کے کہنے پر ماں کو قتل کر دیا۔ پلٹا تو پاؤں پھسلا اور گر گیا تو ماں کی نعش سے ''حسبی اللہ'' کی صدا آئی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس کی سند کیسی ہے لیکن ماں جیسی شفیق ہستی کی نعش سے یہ توقع بعید نہیں ہے۔ اور پھر یہ تو مصدقہ روایت ہے کہ کوئی شخص گھر میں ماں کو نظر انداز کرتا اور بیوی کو اولیت دیتا۔ ماں اس سے ناراض رہتی۔ اتفاق یوں ہوا کہ وہ مرض الموت میں مبتلا ہوا اور جان کنی کا عالم طاری ہوا مگر جان نہ نکلتی تھی۔ واقعہ کی اطلاع پا کر سید الانبیاءؐ تشریف لائے۔ کیفیت دیکھی۔ موت و حیات کی کشمکش ملاحظہ فرمائی۔ آسمان سے خبر پائی اور اس کی ماں سے اس کو بخش دینے کی بات کہی۔ مگر آزردہ اور رنجیدہ خاطر ماں نے اپنا دکھڑا سنایا اور معاف کر دینے سے انکار کر دیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ آگ جلا کر اس میں اس پسر نافرمان کو ڈال دو۔ یہی ایک تدبیر عذاب جان کنی سے اس کو نجات دلا سکتی ہے۔ تب ماں نے معاف کر دیا اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

وہ اولادیں جو والدین کی نافرمانی کرتی ہیں، ان کی بے ادبی کرتی ہیں، وہ بیٹے جو اپنے گھروں کی حاکمیت ماؤں سے چھین کر بیویوں کو دیتے ہیں، وہ بچے جو انھیں نظر انداز کر دیتے ہیں اور معاملات دنیوی میں ان کی رائے، مشاورت، صلاح اور راہنمائی نہیں لیتے اور ان کا وجود غیر ضروری اور فالتو کر کے رکھ دیتے ہیں، وہ جلد یا بدیر خود بھی اسی انجام سے دوچار ہوتے ہیں۔ میں اپنا ذاتی مشاہدہ بیان کرتا ہوں۔ ایک عورت نے اپنے خاوند پر اتنا قابو پالیا کہ اس بدبخت نے اپنی

حقیقی بیوہ ماں کو گھر سے نکال دیا اور وہ در بدر ہو کر مری۔ اللہ کی قدرت دیکھئے جس دن وہ شخص مرا اس سے ٹھیک ایک ہفتہ بعد، اس عورت کو اس کے حقیقی بیٹے اور بہو نے گھر سے نکال دیا اور وہ انہی گلیوں میں خاک بسر ہو کر مری جن میں اس کی ساس مری تھی۔

میں نے یہ حکایت بھی کہیں پڑھی ہے کہ کوئی بد بخت بیٹا، اپنے بوڑھے باپ سے بہت نفرت کرتا تھا۔ ایک رات وہ اسے بوری میں ڈال کر دریا میں ڈال دینے کو چل پڑا۔ لب دریا رکا کہ کہاں اسے دریا برد کرے۔ بوری بند بوڑھے باپ نے پوچھا کہ کنارے کا یہ کونسا علاقہ ہے۔ جواب سن کر کہنے لگا کہ اسے یہاں نہ دریا کے حوالے کیا جائے بلکہ وہاں کیا جائے جہاں برگد کا درخت ہے کیوں کہ اس نے اپنے والد کو وہاں سے دریا میں گرایا تھا تا کہ مکافات عمل کا حصہ پورا ہو سکے۔ اگر اولادیں اپنے گرد و پیش نگاہ ڈالیں تو والدین کے نافرمانوں کی بڑی بڑی عبرت انگیز کہانیاں انھیں ملیں گی اور اسی طرح والدین کے فرماں برداروں کے ایسے ایسے روح پرور واقعات بھی ملیں گے کہ جن پر انسانیت فخر کرتی ہے۔ جن پر اللہ تعالیٰ کی تحسین و آفرین نازل ہوتی ہے۔ والدین زندگی کے آخری مراحل میں ہی ہوتے ہیں۔ وقت تو جیسے تیسے گزر ہی جاتا ہے کم ہمت اولادیں دنیا کی روسیاہی اور عاقبت کی ذلت سمیٹ لیتی ہیں۔ والدین کا بے ادب وہ بدنصیب ہے جسے مرنے سے پہلے اسی جہاں میں سزا مل جاتی ہے۔ جبکہ والدین کا ادب کرنے والے دونوں جہان کی سعادتیں سمیٹ لیتے ہیں اور ساتھ اپنی اولادوں کے سامنے اپنے عمل سے ایسی خوبصورت مثال قائم کر ڈالتے ہیں جو دراصل ان کے اپنے حسن انجام کی ضمانت بن جاتی ہے۔

امیر مرکزیہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ کی بالاکوٹ اور مظفر آباد میں تشریف آوری

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے زلزلہ سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا اور بالا کوٹ اور مظفر آباد میں متاثرین زلزلہ سے خطاب کیا۔ اس دورہ کے موقع پر وادی نیلم کی جماعت نے بھرپور انداز میں شرکت کی اور اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کے صدر امتیاز احمد ایڈووکیٹ سے وادی نیلم کے امیر قاری محمد اسماعیل، ناظم قاری مقبول الرحمٰن، نائب ناظم قاری محمد عرفان کے علاوہ قاری محمد قاسم اور قاری غلام رسول صاحب صدر مدرس شعبہ حفظ جامعہ علوم اثریہ جہلم نے جماعتی حوالہ سے اہم میٹنگ کی۔

قاری غلام رسول صاحب نے امیر مرکزیہ کو وادی نیلم میں جماعتی کاموں، مساجد کی تعمیر اور متاثرین زلزلہ کے ساتھ تعاون کے بارے میں توجہ دلائی۔ اس پروگرام کی کامیابی میں مولانا نعمت اللہ صاحب انچارج الاحسان خیمہ بستی مرکزی جمعیت اہل حدیث مظفر آباد نے بھرپور کردار ادا کیا۔